از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 25مارچ 1965

محمد صفی

بنام

اسٹیٹ آف ویسٹ بنگال

[اے کے سرکار، جے آر مدھولکر اور آر ایس بچاوت، جسٹسز]

ضابطہ فوجداری (ایکٹ 5 سال 1898)، دفعہ 403(1)- خصوصی جج کے سامنے کارروائی- دائرہ اختیار کے فقدان کا غلط مفروضہ- فرد جرم طے کرنے کے بعد ملزمین کو بری- اگر روک دیا جائے تو مقدمے کی سماعت روک دی جائے۔

مغربی بنگال فوجداری قانون ترمیم (خصوصی عدالتیں) ایکٹ، 1949 کے تحت تشکیل دی گئی خصوصی عدالت میں اپیل کنندہ کے خلاف دفعہ 409، I.P.C کے تحت جرم کے لئے فرد قرار دادِ جرم دائر کی گئی تھی۔ استغاثہ کے گواہوں سے پوچھ گچھ کے بعد فرد جرم عائد کی گئی۔ اس کے بعد استغاثہ کے گواہوں سے جرح کی گئی اور ملزم سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت پوچھ گچھ کی گئی: دلائل سننے کے وقت پبلک پراسیکیوٹر نے اسپیشل جج کے سامنے ہائی کورٹ کے دو فیصلے پیش کیے جن کے مطابق خصوصی عدالت فرد قرار دادِ جرم کا نوٹس نہیں لے سکتی تھی اور اس لیے پوری کارروائی دائرہ اختیار سے باہر تھی۔ حالانکہ یہ معاملہ دراصل ایک سرکاری نوٹیفکیشن کے ذریعے اسپیشل جج کو الاٹ کیا گیا تھا، لیکن انہوں نے کہا کہ ان کے پاس آگے بڑھنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، اور چونکہ الزام پہلے ہی طے ہو چکا ہے، اس لیے انہوں نے اپیل کنندہ کو بری کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد پبلک پراسیکیوٹر نے درخواست گزار کے خلاف باضابطہ شکایت کو خصوصی جج کے جانشین کے سامنے ترجیح دی اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیل کنندہ کے خلاف ایک نئی کارروائی شروع کی گئی جو اس کی سزا پر ختم ہوئی۔ ہائی کورٹ میں ان کی اپیل خارج کر دی گئی۔

اس عدالت میں اپنی اپیل میں درخواست گزار نے دلیل دی کہ چونکہ سابق اسپیشل جج نے ان پر مقدمہ چلایا تھا اور انہیں اسی حقائق کی بنیاد پر بری کر دیا تھا، اس لیے اسی جرم کے لیے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 403 کے تحت ان کے سماعت پر دوبارہ روک لگا دی گئی تھی۔

حکم ہوا کہ: درخواست گزار کی سماعت اور حتمی سزا قانون میں درست تھی، کیونکہ اسپیشل جج کا سابقہ حکم دفعہ 403(1) کے مطابق بریت کا حکم نہیں تھا، یہ صرف کارروائی کو روکنے کا حکم تھا۔

دفعہ 403(1) کو اسی جرم کے لئے یا اسی حقائق کی بنیاد پر کسی جرم کے لئے بعد میں مقدمے کی سماعت پر روک کے طور پر کامیابی سے پیش کیا جا سکتا ہے، جہاں ملزم (a) کے ذریعہ مقدمہ چلایا گیا تھا اور (b) مجاز دائرہ اختیار کی عدالت (c) بری کر دیا گیا تھا۔ یہ صرف ایک عدالت ہے جو کارروائی شروع کرنے یا ان پر عمل کرنے کی مجاز ہے جو مناسب طریقے سے بریت کا حکم دے سکتی ہے جس کا اثر انہی حقائق اور اسی جرم کے لئے اگلے مقدمے کو روکنے کا ہوگا۔ یہ سچ ہے کہ اس معاملے میں سابق اسپیشل جج الاٹمنٹ کی وجہ سے جرم کا مناسب نوٹس لے سکتے تھے اور اس لئے ان کے سامنے کی کارروائی دراصل دائرہ اختیار کے فقدان کی وجہ سے خراب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جب کوئی عدالت غلطی سے کہتی ہے کہ وہ جرم کا نوٹس لینے کی مجاز نہیں ہے تو اس کے پاس اس شخص کو جرم سے بری کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

لہٰذا اپیل کنندہ کو بری کرنے کا حکم دراصل کالعدم تھا۔[470E-471A-B, H]

یوسوفالی ملانور بوائے بمقابلہ کنگ 76L.R.A.I158 پر بھروسہ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک الزام طے کیا گیا تھا جس سے اپیل کنندہ کو مدد نہیں ملے گی۔ ایک فوجداری عدالت کو اس معاملے کا تعین کرنے سے روکا جاتا ہے جس میں فرد جرم عائد کی گئی ہو، سوائے بریت یا سزا کا حکم دے کر، صرف اس صورت میں جہاں الزام مجاز عدالت نے طے کیا ہو۔ لیکن موجودہ معاملے میں چونکہ سابق اسپیشل جج اپنے خیال میں جرم کا نوٹس لینے کے اہل نہیں تھے، اس لیے وہ فرد جرم عائد کرنے میں نااہل تھے۔ اسی طرح ضابطہ اخلاق کی دفعہ 494 کی شقوں کو بھی اس طرف راغب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس شق میں یہ بھی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

فرض کیا گیا ہے کہ پبلک پراسیکیوٹر کسی ایسے الزام کو واپس لے سکتا ہے جو مجاز طور پر اور کسی ایسی عدالت کے سامنے واپس لے سکتا ہے جو واپس لینے کی درخواست پر غور کرنے کی مجاز ہو۔[473 C-E]

اس کے علاوہ، سابقہ کارروائی کو سماعت نہیں سمجھا جا سکتا تھا، کیونکہ، کارروائی کو سماعت کے برابر بنانے کے لئے، انہیں ایک ایسی عدالت کے سامنے رکھا جانا ضروری ہے جو درحقیقت انہیں منعقد کرنے کا اہل ہے اور جس کی رائے یہ نہیں ہے کہ اس کے پاس انہیں منعقد کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے.[473E- F]

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبری 18، سال 1963.

کلکتہ ہائی کورٹ کے 24 ستمبر 1962 کے فیصلے اور حکم کے خلاف فوجداری اپیل نمبر 601، سال 1960 میں اپیل۔

ڈی این مکھرجی، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

جواب دہندہ کی طرف سے پی کے چکرورتی اور پی کے بوس۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس مدھولکر نے سنایا۔

مدھولکر، جسٹس۔ کلکتہ ہائی کورٹ کے ایک فیصلے کے سرٹیفکیٹ کے ذریعے اس اپیل میں صرف ایک نکتہ پر زور دیا گیا ہے کہ کیا تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت کسی جرم کے لئے اپیل کنندہ کی سماعت اور سزا کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 (اس کے بعد کوڈ کہا جاتا ہے) کی دفعات کے ذریعہ روک دیا گیا تھا۔

جن حقائق پر کوئی اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہیں:

درخواست گزار پر I.P.C کی دفعہ 409 کے تحت بیر بھوم خصوصی عدالت کے جج جناب ٹی بھٹاچاریہ نے مقدمہ چلایا اور چار سال قید بامشقت کی سزا سنائی۔ ہائی کورٹ کی اپیل میں اس کے مجرم کو برقرار رکھا گیا تھا لیکن سزا کو کم کرکے دو سال قید بامشقت میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ کے سامنے پیش کی گئی درخواستوں میں سے ایک یہ تھی کہ اسی حقائق کی بنیاد پر اور اسی جرم کے سلسلے میں اپیل کنندہ پر بیر بھوم اسپیشل کورٹ کے جج جناب این سی گنگولی نے جلد مقدمہ چلایا اور اس سے بری کر دیا۔ لہٰذا اس جرم کے سلسلے میں ان پر مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا تھا اور نتیجتاً ان کی سزا غیر قانونی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اصل میں جو ہوا وہ یہ تھا۔ درخواست گزار جو سینتھیا ریلوے اسٹیشن پر شیڈ کلرک تھا، اس پر الزام ہے کہ اس نے سوجی کے 8 تھیلوں کے سلسلے میں مجرمانہ خلاف ورزی کی ہے، جسے بھیکم چند پیریا نامی شخص نے مورائی میں ریل کے ذریعے بک کیا تھا۔ اس پر الزام تھا کہ اس نے ابراہیم اور نیپال چندر داس کے ساتھ مل کر سازش کی تھی۔ ہمیں ان دو افراد سے کوئی سروکار نہیں ہے اور اس لئے ہم انہیں اکاؤنٹ سے باہر چھوڑ سکتے ہیں۔ اس جرم کی جانچ کی گئی اور اپیل کنندہ کے خلاف دفعہ 409، I.P.C اور دو دیگر افراد کے خلاف گورنمنٹ ریلوے پولیس، آسنسول کے انچارج افسر نے فرد قراردادِ جرم داخل کی۔ بظاہر انہوں نے بیر بھوم اسپیشل کورٹ کے جج کی عدالت میں خود فرد قراردادِ جرم داخل کی تھی۔ حالانکہ، جیسا کہ مسٹر گنگولی نے اپیل کنندہ کو بری کرنے کے حکم میں کہا تھا، اس معاملے کو 8 مئی، 1959 کو نوٹیفکیشن نمبر 4515- j (لاء جوڈیشل ڈپارٹمنٹ)، مغربی بنگال حکومت کے ذریعے مقدمے کی سماعت کے لیے بیر بھوم اسپیشل کورٹ میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ استغاثہ نے ان کے سامنے 21 گواہوں سے پوچھ گچھ کی اور 28 اگست 1959 کو انہوں نے درخواست گزار کے خلاف دفعہ 409، I.P.C کے تحت فرد جرم عائد کی۔ درخواست گزار کی جانب سے استغاثہ کے گواہوں سے جرح کی گئی اور عدالت نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 342 کے تحت ان سے پوچھ گچھ کی۔ دلائل کی سماعت کے وقت پبلک پراسیکیوٹر نے ان کے سامنے فوجداری اپیل نمبر 377، سال 1958 میں ہائی کورٹ کے ایک فیصلے کی ٹائپ شدہ کاپی پیش کی، جس میں یہ کہا گیا تھا کہ مغربی بنگال فوجداری قانون ترمیم (خصوصی عدالتیں) ایکٹ کی دفعہ 5(1) میں ترمیم کے پیش نظر خصوصی عدالت، ایکٹ 27 سال 1956 کے تحت 1949 فرد قراردادِ جرم کا نوٹس لیتے ہیں کیونکہ وہ نہ تو دفعہ 251-A کے تحت سماعت کے طریقہ کار پر عمل کرنے کی حقدار ہے اور نہ ہی دفعہ 190(1)(c) کے تحت نوٹس لے سکتی ہے جب تک کہ بعد کے معاملے میں کوڈ کی دفعہ 191 کی دفعات کی تعمیل نہ کی جائے۔ فاضل جج کی توجہ اے پی مشرا بمقابلہ ریاست ([1]) کی طرف بھی مبذول کرائی گئی جہاں یہ کہا گیا تھا کہ جہاں مجسٹریٹ فرد قراردادِ جرم کی بنیاد پر کسی جرم کا قانونی طور پر نوٹس نہیں لے سکتا وہاں اس کے سامنے پوری کارروائی دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ ان فیصلوں کے پیش نظر فاضل جج نے ایک حکم جاری کیا جس کا متعلقہ حصہ اس طرح چلتا ہے:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"لہذا یہ کارروائی دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ چونکہ فرد جرم عائد کرنے کے وقت ان کے عزت ماب کا غیر رپورٹ شدہ فیصلہ دستیاب نہیں تھا، لہذا ملزم شخص کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی اور مقدمہ معمول کے مطابق جاری رہا۔ چونکہ ان کی حاکمیت کا غیر رپورٹ شدہ فیصلہ اس عدالت کے علم میں آیا ہے ، لہذا جن ملزمین کے خلاف الزام عائد کیا گیا تھا انہیں بری کیا جانا چاہئے۔ چونکہ ملزمین کو بری کر دیا جاتا ہے کیونکہ پوری کارروائی دائرہ اختیار سے باہر ہے اس لئے میری رائے ہے کہ ریکارڈ پر موجود ثبوتوں پر تبادلہ خیال کرنا اور مقدمہ کی قابلیت کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔""

اس کے بعد 16 مئی 1960 کو پبلک پراسیکیوٹر نے باضابطہ شکایت درج کرائی اور مسٹر گانگولی کی جگہ بیر بھوم کی خصوصی عدالت کے جج بننے والے بھٹاچاریہ نے اس جرم کا نوٹس لیا اور اپیل کنندہ سمیت تمام ملزمین کے خلاف نئی کارروائی شروع کی۔ انہوں نے آخر کار اپیل کنندہ کے خلاف دفعہ 409، I.P.C کے تحت الزام عائد کیا اور اس کے سلسلے میں اسے مجرم ٹھہرایا اور سزا سنائی، جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے، اور سزا کی اپیل کو ہائی کورٹ نے خارج کر دیا۔

درخواست گزار کی طرف سے جناب ڈی این مکھرجی کی طرف سے ہمارے سامنے پیش کی گئی دلیل کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ کوڈ کی دفعہ 403 کی ذیلی دفعہ (1) کی دفعات کا تعین کیا جائے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"کوئی شخص جس کے خلاف ایک بار مجاز دائرہ اختیار کی عدالت نے کسی جرم کے لئے مقدمہ چلایا ہو اور اس طرح کے جرم میں سزا یافتہ یا بری کر دیا گیا ہو، جب تک اس طرح کی سزا یا بریت نافذ رہے گی، اسی جرم کے لئے دوبارہ مقدمہ نہیں چلایا جائے گا، اور نہ ہی اسی حقائق پر کسی دوسرے جرم کے لئے مقدمہ چلایا جائے گا جس کے لئے اس کے خلاف لگائے گئے الزام سے مختلف دفعہ 236 کے تحت عائد کیا جا سکتا ہے یا جس کے لئے اس پر الزام لگایا جا سکتا ہے۔ دفعہ 237 کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

یہ دفعات انگریزی عدالتوں کی جانب سے تسلیم شدہ استثنٰی کے عمومی اصول پر مبنی ہیں۔ وہ اصول جس پر استثنٰی کی درخواست کرنے کا حق منحصر ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہی جرم کی پاداش میں انسان کو دوبار خطرے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس اصول کو اب آئین کے آرٹیکل 20 میں شامل کیا گیا ہے۔ تاہم، استثنٰی کی بریت کے دفاع میں ایسی کوئی درخواست نہیں ہے جہاں ملزم شخص پہلے مقدمے میں قانونی طور پر سزا کا مستحق نہ ہو کیونکہ عدالت کے دائرہ اختیار کا فقدان تھا۔ تھامس ایورٹ فلاور بمقابلہ آر ([1]) میں فوجداری اپیل کی عدالت نے اسی کی نشاندہی کی ہے۔ کوڈ کی دفعہ 403(1) میں استعمال کی جانے والی زبان سے یہ واضح ہے کہ اسی جرم یا اسی حقائق کی بنیاد پر کسی جرم کے لئے بعد میں مقدمے کی سماعت میں رکاوٹ کے طور پر کامیابی کے ساتھ درخواست کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ملزم پر (a) عدالت نے مقدمہ چلایا تھا، (بی) مجاز دائرہ اختیار میں تھا اور (c) اس جرم سے بری کر دیا گیا تھا جس کے ساتھ وہ مبینہ طور پر کیا گیا تھا۔ ان پر دفعہ 236 کے تحت فرد جرم عائد کی گئی ہے یا جس کے لئے انہیں ضابطہ اخلاق کی دفعہ 237 کے تحت مجرم ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ تاہم مسٹر مکھرجی کا کہنا ہے کہ جہاں تک عدالت کی اہلیت کا تعلق ہے تو یہ اس لئے تھا کیونکہ زیر بحث جرم ایک خصوصی عدالت کے ذریعہ قابل قبول تھا اور مسٹر گنگولی نے خصوصی عدالت کے جج کی حیثیت سے بری کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاہم، عدالت کی اہلیت کا انحصار صرف اس صورت حال پر نہیں ہوتا کہ کسی قانون کے تحت وہ اس مخصوص زمرے میں آنے والے کسی معاملے کی سماعت کرنے کا حق دار ہے جس میں ملزم کے خلاف الزام لگایا گیا جرم آتا ہے۔ اس کے علاوہ جرم کا نوٹس لینا بھی اس سلسلے میں مواد ہے۔ ضابطہ فوجداری کے تحت عدالت کسی جرم کا صرف اسی صورت میں نوٹس لے سکتی ہے جب اس کے سامنے کارروائی شروع کرنے کے لئے ضروری شرائط پوری کی جائیں جیسا کہ باب XV کے حصہ B میں بیان کیا گیا ہے۔ اگر وہ پورے نہیں ہوتے ہیں تو عدالت کو جرم پر مقدمہ چلانے کا اختیار حاصل نہیں ہوتا ہے، ہمارے سامنے جناب گنگولی نے یہ نقطہ نظر اختیار کیا، حالانکہ غلطی سے، جرم کا نوٹس لینے کے لئے ضروری شرائط میں سے ایک پوری نہیں تھی، اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد ان کے پاس ان کارروائیوں کو روکنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ تاہم، ایسا لگتا ہے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ پہلے ہی ایک الزام طے کرنے کے بعد وہ کارروائی کو ختم کرنے کا واحد

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طریقہ بری کرنے کا حکم دے سکتے ہیں۔ تاہم، یہ کہنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ صرف وہی عدالت جو کارروائی شروع کرنے یا ان پر عمل کرنے کی اہلیت رکھتی ہے، کسی بھی قیمت پر بریت کا حکم دے سکتی ہے، جس کا اثر انہی حقائق اور اسی جرم کے لئے بعد میں مقدمے کی سماعت کو روکنے کا ہو گا۔ تاہم مسٹر مکھرجی اس معاملے کے اس پہلو پر دو اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ سب سے پہلے، ان کے مطابق، مسٹر گنگولی کا یہ نظریہ کہ وہ جرم کا نوٹس نہیں لے سکتے تھے، غلط تھا جیسا کہ اس عدالت نے اجیت کمار پالیت بمقابلہ ریاست مغربی بنگال ([1]) میں نشاندہی کی ہے اور اس لیے وہ درخواست گزار کو قانونی طور پر بری کر سکتے ہیں۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ چونکہ مسٹر گنگولی نے نہ صرف اپیل کنندہ کے خلاف فرد جرم عائد کی تھی بلکہ استغاثہ اور دفاع دونوں کے لئے تمام گواہوں سے پوچھ گچھ کی تھی اور اپیل کنندہ سے پوچھ گچھ ریکارڈ کی تھی لہٰذا انہوں نے سماعت مکمل کر لیا تھا۔ دوسرے نمبر پر، وہ کہتے ہیں کہ جہاں وارنٹ مقدمہ میں کسی ملزم کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی ہے تو عدالت کے سامنے کارروائی بری یا سزا میں ختم ہو سکتی ہے اور کسی اور طریقے سے نہیں۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 494 کے تحت پبلک پراسیکیوٹر عدالت کی رضامندی سے کسی بھی شخص کے خلاف قانونی چارہ جوئی سے دستبردار ہو سکتا ہے اور عدالت صرف ایک ہی حکم دینے کی مجاز ہے کہ اگر فرد جرم عائد ہونے کے بعد اس سے دستبرداری اختیار کی جاتی ہے تو ملزم کو بری کر دیا جائے۔

یہ سچ ہے کہ مسٹر گنگولی اس جرم کا مناسب طریقے سے نوٹس لے سکتے تھے اور اس لیے ان کے سامنے ہونے والی کارروائی درحقیقت دائرہ اختیار نہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن ہم اس حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے کہ مسٹر گنگولی خود اس رائے کے حامی تھے اور درحقیقت ان کے پاس اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں تھا کیونکہ وہ ہائی کورٹ کے فیصلوں کے پابند تھے کہ وہ جرم کا نوٹس نہیں لے سکتے تھے اور اس کے نتیجے میں اپیل گزار پر مقدمہ چلانے کے قابل نہیں تھے۔ جہاں کوئی عدالت غلطی سے اس طرح کے نتیجے پر پہنچتی ہے، تو یہ سمجھنا مشکل ہوتا ہے کہ وہ عدالت اس شخص کو اس کے خلاف مبینہ جرم سے مکمل طور پر بری مقدمے کر سکتی ہے۔ اگر کسی شخص نے کوئی ایسا کام کیا ہے جسے قانون کے ذریعہ قابل سزا بنایا گیا ہے تو وہ مقدمے کا سامنا کرنے کا ذمہ دار ہے اور یہ ذمہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

داری صرف اس وجہ سے ختم نہیں ہو سکتی ہے کہ جس عدالت کے سامنے اسے سماعت کے لئے رکھا گیا تھا وہ یہ رائے قائم کرتی ہے کہ اس کے خلاف مقدمہ چلانے کا کوئی اختیار نہیں ہے یا اس کے خلاف مبینہ جرم کا نوٹس لینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا، جہاں عدالت غلطی سے کہتی ہے کہ وہ جرم کا نوٹس لینے کی مجاز نہیں ہے تو اسے اس شخص کو جرم سے بری کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس کے ذریعہ بری کرنے کا حکم دراصل ایک کالعدم ہے۔ اس سلسلے میں ہم یوسوفیلی ملانور بھائی بمقابلہ دی کنگ (2) کے فیصلے کا فائدہ مند طور پر حوالہ دے سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جہاں سی ایل کی ضرورت کے مطابق کوئی جائز منظوری نہیں تھی۔

ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کی روک تھام آرڈیننس 1943 کی شق 14 کے تحت ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کے الگ الگ الزامات پر اپیل کنندہ پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ استغاثہ کے لئے منظوری کنٹرولر جنرل آف سول سپلائیز نے دی تھی جو حکومت ہند کے باضابطہ طور پر شائع کردہ نوٹیفکیشن کی بنیاد پر اس طرح کی منظوری دینے کے مجاز تھے۔ مجسٹریٹ کی جانب سے الزامات طے کیے گئے اور اس کے بعد استغاثہ کی جانب سے مزید ثبوت طلب کیے گئے اور کچھ گواہوں کو جرح کے لیے واپس بلا لیا گیا۔ تاہم سماعت کی تاریخ پر استغاثہ کے وکیل نے مندرجہ ذیل بیان دیا:

> " نظر ثانی درخواست نمبر 191، سال 1945 میں ہائی کورٹ کے فیصلے کے پیش نظر، چونکہ یہ عدالت اس جرم کی سماعت کرنے کی اہل نہیں ہے، لہٰذا وہ مزید جرح کے لئے پہلے سے پوچھے گئے گواہوں کو پیش نہیں کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی مزید ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے۔"

اس کے بعد مجسٹریٹ نے درج ذیل شرائط میں ایک حکم درج کیا:

> "مسٹر ملک کے ثبوت حذف کر دیے گئے ہیں۔ ملزم کو الگ سے ریکارڈ کرنے کی وجوہات کی بنا پر بری کر دیا گیا۔"

استغاثہ کے وکیل کے بیان اور اس پر دیئے گئے حکم کا حوالہ دینے کے بعد مجسٹریٹ نے اپنی بات جاری رکھی:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"مذکورہ فیصلے کا جائزہ لینے کے بعد مجھے لگتا ہے کہ استغاثہ کی جانب سے اس فرد قراردادِ جرم کو داخل کرنا ہی قانونی طور پر غیر قانونی ہے، کیونکہ منظوری پر حکومت ہند کے ایک نوٹیفکیشن کے تحت کنٹرولر جنرل کے دستخط ہیں، اور مذکورہ نوٹیفکیشن میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اس میں درج مختلف افسران ضلع مجسٹریٹ کے عہدے سے نیچے نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ استغاثہ کی نااہلی ہے کہ وہ قانون کے مطابق اجازت کے بغیر ملزم کے خلاف کارروائی کرے۔ تاہم، چونکہ اس منظوری کی غیر قانونی حیثیت عدالت میں استغاثہ کو غیر قانونی قرار دیتی ہے، لہٰذا ملزم کو بری کر دیا گیا۔"

حکومت نے بریت کے حکم کے خلاف اپیل دائر کی تھی۔ ہائی کورٹ نے اس کی اجازت دی اور اپیل کنندہ کو بری کرنے والے مجسٹریٹ کے احکامات کو رد کر دیا اور ہدایت دی کہ اس معاملے کی سماعت کسی دوسرے مجسٹریٹ کے ذریعہ کی جانی چاہئے جس کو اس کی سماعت کرنے کا اختیار ہے اور قانون کے مطابق نمٹا جائے۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل کنندہ نے پریوی کونسل میں اپیل کی۔ پریوی کونسل نے باسدیو اگروالا بمقابلہ کنگ ایمپرر ([1]) کے معاملے میں وفاقی عدالت کے اس نقطہ نظر کو قبول کیا کہ قانونی منظوری کے بغیر شروع کیا گیا استغاثہ غیر قانونی ہے اور کہا کہ عام قانون کے تحت بری یا مجرم کی درخواست صرف اسی صورت میں دائر کی جا سکتی ہے جب پہلی سماعت بریت یا سزا کا درست حکم جاری کرنے کی مجاز عدالت کے سامنے ہو۔ جب تک کہ پہلے کا مقدمہ قانونی نہ ہو جس کے نتیجے میں سزا ہو سکتی تھی، ملزم کبھی خطرے میں نہیں تھا۔ پریوی کونسل کا فیصلہ جس اصول پر مبنی ہے اس کا اطلاق موجودہ مقدمہ پر بھی یکساں طور پر ہونا چاہیے جس میں بریت کا حکم دینے والی عدالت کا خود یہ خیال تھا کہ اس کے پاس اس مقدمہ کو آگے بڑھانے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور اس لیے ملزم خطرے میں نہیں ہے۔

جہاں تک مسٹر مکھرجی کی دوسری دلیل کا تعلق ہے تو یہ بتانا ضروری ہے کہ فوجداری عدالت کو اس معاملے کا تعین کرنے سے روکا جاتا ہے جس میں فرد جرم عائد کی گئی ہو، بجائے اس کے کہ وہ بریت یا سزا کا حکم دے جہاں فرد جرم عائد کرنے کا حکم دیا گیا ہو اور جس عدالت کو اس معاملے کی سماعت کرنے اور بریت یا سزا کا جائز حکم دینے کی اہلیت ہو۔ اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

میں کوئی شک نہیں کہ یہاں الزام گنگولی نے لگایا تھا لیکن ان کے اپنے خیال میں وہ جرم کا نوٹس لینے کے اہل نہیں تھے اور اسی وجہ سے وہ فرد جرم عائد کرنے کے اہل نہیں تھے۔ اس وجہ سے صرف یہ حقیقت کہ اس معاملے میں ایک الزام طے کیا گیا تھا، اپیل کنندہ کی مدد نہیں کرتا ہے۔ اسی طرح ضابطہ اخلاق کی دفعہ 494 کی دفعات کو اس طرح کے مقدمہ کی طرف راغب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ شق خود یہ فرض کرتی ہے کہ پبلک پراسیکیوٹر کسی ایسے الزام کو واپس لے لے گا جو مجاز طور پر اور کسی ایسی عدالت کے سامنے واپس لے گا جو واپس لینے کی درخواست پر غور کرنے کی مجاز ہو۔ عدالت کے مجاز ہونے کے علاوہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 403 میں کہا گیا ہے کہ مقدمے کی سماعت ہوئی ہے اور سماعت بری ہونے پر ختم ہوا ہے۔ ہم نے اوپر جو کچھ کہا ہے، اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ مسٹر گنگولی کے سامنے استغاثہ کے ساتھ ساتھ دفاع کے لئے تمام گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی تھی اور مزید حقیقت یہ ہے کہ درخواست گزار سے بھی دفعہ 342 کے تحت پوچھ گچھ کی گئی تھی، قانون میں مقدمہ نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ کہنا صرف تکرار ہو گا کہ کارروائی کو سماعت کے مترادف قرار دینے کے لئے انہیں ایک ایسی عدالت کے سامنے پیش کیا جانا چاہئے جو درحقیقت انہیں منعقد کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اور جس کی رائے یہ نہیں ہے کہ اس کے پاس انہیں رکھنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جائے گا کہ اس کی طرف سے بنایا گیا حتمی حکم جسے کسی بھی نام سے بیان کیا گیا ہے، قانون میں بریت کے طور پر کام نہیں کر سکتا۔ پریوی کونسل مقدمہ میں سر جان بیومونٹ نے اس کی تشریح کی تھی جنہوں نے بورڈ کی رائے کو بری کا حکم قرار دیا تھا۔ ہمارے لئے یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ آیا اس طرح کا حکم کوڈ میں اس معاملے کو چلانے والی کسی واضح شق کی عدم موجودگی میں بری کے حکم کے مترادف ہے یا یہ بری کے حکم کے برابر نہیں ہے۔ یہ کہنا کافی ہے کہ یہ دفعہ 403(1) کے تحت بریت کے حکم کے مترادف نہیں ہے اور چونکہ اسپیشل جج کے سامنے کارروائی اس حکم کے ساتھ ختم ہوئی تھی اس لئے اسے صرف کارروائی کو روکنے کے حکم کے طور پر دیکھنا کافی ہو گا۔ ان وجوہات کی بناء پر ہم یہ مانتے ہیں کہ مسٹر بھٹاچاریہ کے ذریعہ اپیل کنندہ کی سماعت اور بالآخر سزا قانون کے مطابق درست تھی اور اپیل کو خارج کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document